بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحوست وبدفالی اسلام کی نظر میں

اور

مسلم قوم میں پائی جانے والی بدشگونیاں اوراحتیاطی تدابیر

ابومعاویہ شارب بن شاکرالسّلفی
بنی پٹی۔مدھوبنی۔بہار

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم،امابعد:

محترم قارئین!!

دین اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اور یہ دین ہر طرح کے نقص وعیب سے پاک وصاف ہے،یہی وہ دین ہے جو تمام بنی نوع انسانیت کو سیدھا راستہ سکھاتی ہے،اس روئے زمین پر دین اسلام ہی ایک ایسا واحد دین ہے جس کے اندر کسی بھی قسم کی خرافات وبدعقیدگی اور توہمات کی کوئی گنجائش نہیں ہے،اس دین اسلام کے تمام احکام ومعاملات حقیقت پر مبنی اور عین فطرت انسانی کے موافق ہے یہی وجہ ہے کہ اس دین اسلام نے ساری بنی نوع انسانیت کے دنیوی واخروی فلاح وبہبود کے لئے ان تمام چیزوں کو واضح کردیا ہے جو اس کے لئے اچھا اور نفع کا سبب بن سکتا ہے اور ساتھ میں اس دین نے ان تمام مسائل کو بھی واضح کردیا ہے جو ایک انسان کے لئے دنیا وآخرت میں نقصان کا سبب بن سکتا ہے،مگر افسوس صد افسوس آج اس دین کے ماننے والوں نے اپنے دین کے اعلی وپاکیزہ تعلیمات کو پس پشت ڈال کر توہمات وخرافات کو گلے لگالیا ہے اور بقول علامہ اقبال:

حقیقت خرافات میں کھوگئی
یہ امت روایات میں کھوگئی

آج امت مسلمہ طرح طرح کے رسم ورواج میں جکڑ چکی ہے اور آج مسلم قوم نے غیروں کی نقل اتارتے ہوئے ان ہی کے عقائد ونظریات کو اختیار کرلیا ہے،اب دیکھئے کہ غیر قوم کے اندر ایک عقیدہ پائی جاتی ہے کہ فلاں دن،فلاں وقت،فلاں مہینہ،فلاں چیز منحوس ہوتی ہے،اگر ان وقتوں میں کوئی کچھ کرے گا تو نقصان اٹھائے گا اور فلاں وقت میں کرے گا تو فائدہ اٹھائے گا،یہی

وجہ ہے کہ غیر قوم کے اندر نحوست وبدشگونی کو ایک خاص مقام حاصل ہے جس کے بناپر وہ قوم اپنی شادی بیاہ کے رسم ورواج ودیگر تقریبات کو اسی حساب سے انجام دیتی ہے،اب چونکہ مسلم قوم انہیں کے درمیان رہتی ہے اسی لیے مسلم قوم نے بھی انہیں کے طور وطریقوں اور انہیں کے عقائد و نظریات کو اپنالیا ہے اور اپنے سارے معاملات ٹھیک ویسے ہی انجام دیتی ہے جیسے کہ ایک غیر قوم انجام دیتی ہے،جس طرح وہ قوم کچھ دنوں اور مہینوں اور وقتوں کو منحوس سمجھتی ہے ٹھیک اسی طرح سے مسلم قوم بھی کچھ مہینوں اور وقتوں کو منحوس سمجھتی ہے،اور جس طرح وہ قوم کچھ وقتوں اور لمحوں اور مہینوں کو بابرکت سمجھتی ہے ٹھیک ویسے ہی مسلم قوم بھی عقیدہ رکھتی ہے جب کہ ایسا سوچنا اور سمجھنا اور ایسا عقیدہ رکھنا یہ شرک ہے اور اگر کوئی انسان کسی دن یا پھر کسی مہینہ کو برا سمجھتا ہے تو ایسا انسان اپنے رب کو گالی دیتا ہے۔۔نعوذ باللہ۔۔ جیسا کہ حدیث قدسی کے اندر فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے،اللہ کہتا ہے کہ ”يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ“انسان مجھے تکلیف دیتا ہے وہ اس طرح سے کہ وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے،حالانکہ کہ میں ہی تو زمانہ ہوں،سارے معاملات کی کنجیاں تو میرے ہاتھ میں ہی ہے اوررات ودن کو تو میں ہی لاتا ہوں اور لے جاتا ہوں۔(بخاری:4826،مسلم:2246)

برادران اسلام !

آیئے سب سے پہلے ہم یہ جانتے ہیں کہ بدشگونی کسے کہتے ہیں؟بدشگونی کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ کسی بھی دن،وقت،مہینہ یا سال،چیز یا جگہ کو اپنے حق میں برا سمجھنا اور کوئی بھی کام کرنے سے رک جانا جیسے کہ محرم وصفر کے مہینے میں شادی بیاہ نہ کرنا وغیرہ اور قرآن وحدیث کے مطالعے سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بدفالی وبدشگونی لینا یہ ہر دور میں کفار ومشرکین کا شیوہ اور وطیرہ رہا ہے جیسا کہ سورہ یس کے اندر اللہ رب العالمین نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جب اللہ رب العزت نے انطاکیہ بستی کے اندر اپنے کئی رسول بھیجے تو ان گاؤں والوں نے یہ کہا کہ ’’ إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ‘‘ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں۔(یس:17)اسی طرح سے قوم ثمود نے بھی بدشگونی لیتے ہوئے حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا کہ ” قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ“کہ اے صالح ہم تو تیری اور تیرے ساتھیوں کی بدشگونی لے رہے ہیں۔(النمل:47)اسی طرح سے قرآن میں یہ بھی بیان موجود ہے کہ بدشگونی لینا اور بدشگونی کا عقیدہ رکھنا یہ فرعونیوں کا کام تھا جیسا کہ اللہ رب العزت نے بیان فرمایا کہ ”فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَى وَمَنْ مَعَهُ“کہ جب فرعونیوں پر خوشحالی آجاتی تو یہ کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہیے اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسی علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔(الاعراف:131)اسی طرح سے قرآن ہمیں یہ بھی خبر دیتا ہے کہ نحوست وبدشگونی کا عقیدہ رکھنا یہ منافقین لوگوں کا بھی کام تھا جیسا کہ رب العزت نے بیان فرمایا” وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ “اور اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے

اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے،اللہ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے" قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ "کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی طرف سے ہے" فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا "انہیں کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں۔(النساء:78)اسی طرح سے مشرکین مکہ بھی اپنے بتوں کے سامنے میں تیروں پر ہاں یا نہ لکھ کر رکھ دیتے تھے اور پھر اسی کے ذریعے بدشگونی وبدفالی لیتے یا پھر پرندوں کو اڑا کر بدشگونی وبدفالی لیتے تھے۔

دیکھا اور سنا آپ نے کہ نحوست وبدشگونی لینا یہ ہمیشہ سے کفار ومشرکین ومنافقین کا کام رہا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو اس سے بہت سختی سے روکا ہے اور بدشگونی لینے والوں کو ڈراتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ" لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ "جو بدشگونی لے یا پھر جس کے لئے بدشگونی لی جائے،جو کہانت کرے یا جس کے لئے کہانت کی جائے یا جو جادو کرے یا جس کے لئے جادو کرائی جائے اس طرح کے جتنے بھی لوگ ہیں وہ سب ہم میں سے نہیں ہیں۔(الصحیحۃ:2195)بدشگونی وبدفالی کا عقیدہ رکھنے کو شرک قرار دیتے ہوئے تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ بات دھرائی کہ " أَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ أَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ أَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ " بدفالی وبدشگونی لینا شرک ہے۔(ابوداؤد:3910،اسنادہ صحیح)اگر کوئی انسان بدشگونی لیتے ہوئے کسی کام سے رک جاتا ہے تو یہ بھی شرک ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا" مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ "جو بھی انسان بدفالی وبدشگونی لیتے ہوئے کسی کام سے رک گیا تو اس نے شرک کیا۔(صحیح الجامع للألبانی:6264،الصحیحۃ:1065)بدشگونی کا ایک سب سے بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ بدشگونی لینے والا اگر جنت میں گیا تو بھی اسے جنت میں اعلی درجے نہیں ملے گیں۔اللہ کی پناہ۔جیسا کہ ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ حبیب کائنات ﷺ نے فرمایا کہ" لَنْ يَلِجَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مَنْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ أَوْ رَجَعَ مِنْ سَفَرٍ تَطَيُّرًا "کہ جس نے کہانت کی یا پھر جس کے لئے کہانت کی گئی اور جو انسان بدشگونی لیتے ہوئے سفر سے واپس ہوگیا تو وہ جنت میں اعلی درجات تک رسائی کبھی بھی حاصل نہیں کرسکتا ہے۔(الصحیحۃ:2161، صحیح الجامع للألبانی:5226)

میرے دوستو!بدشگونی لینا جہاں شرک اور دین وایمان کے لئے خطرہ ہے وہیں پر بدشگونی نہ لینے والوں کی بہت بڑی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے کہ ایسے لوگ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے جو بدشگونی نہیں لیتے ہیں جیسا کہ عمران بن حصین اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا"يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ" کہ میری امت میں سے ستر/70ہزار ایسے لوگ بھی ہوں گے جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے،صحابۂ کرام نے کہا کہ" مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ "اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے؟تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ" هُمُ الَّذِينَ

لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ" یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے تھے اور نہ ہی بدشگونی لیتے تھے اور نہ ہی آگ سے داغ لگواتے تھے بلکہ ہر حال میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے تھے۔ (مسلم:372،بخاری:6472)

برادران اسلام!

نحوست وبدشگونی کے بارے میں اتنے واضح احکام ہونے کے باوجود بھی آج مسلم سماج میں نحوست وبدشگونی درآئی ہے، جس طرح سے کفار ومشرکین کچھ لمحات واوقات کو اچھا اور برا سمجھتے ہیں ٹھیک اسی طرح سے آج کا کلمہ گو مسلمان بھی سمجھ رہا ہے، اب دیکھئے کہ محرم وصفر کے مہینے کو مسلم قوم منحوس سمجھتی ہے اوران مہینوں کے اندر کسی بھی طرح کے خوشی کے کام کو انجام دینا پسند نہیں کرتی ہے بلکہ صفر کے ابتدائی ایام کو تو مسلمانوں نے تیرہ تیزی کا نام ہی دے دیا ہے کہ صفر کے شروعات کے تیرہ دنوں میں کچھ زیادہ ہی آفتیں وبلائیں نازل ہوتی ہیں جب کہ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا بھی مشرکین مکہ کی عادت تھی، دراصل مشرکین مکہ کی عادت یہ تھی کہ وہ حرمت والے تین مہینے ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم کے مہینوں میں جنگ وجدال سے اپنے آپ کو دور رکھتے اور جیسے ہی صفر کا مہینہ شروع ہوتا یہ لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل جاتے اور جنگ وجدال میں مصروف ہوجاتے ،اس طرح سے اس مہینے میں جنگ وجدال کی وجہ سے عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوجاتے اور کئی گھرویران وتباہ وبرباد ہوجاتے جس کی وجہ سے عربوں میں یہ مہینہ منحوس سمجھا جانے لگا حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو منحوسیت ان کے عادات واطوار میں تھی نہ کہ صفر کے مہینے میں مگر انہوں نے صفر کے مہینے کو ہی منحوس سمجھنا شروع کردیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ " لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ " چھوت (ایک کی بیماری دوسرے کو لگنے) کی کوئی حقیقت نہیں ہے، بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے، کھوپڑی کے الو کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ ہی صفر کی کوئی حقیقت ہے۔(بخاری:5757، مسلم:2220)اس حدیث کے اندر جن باتوں کا ذکر ہے اس میں سب سے پہلی بات عدوی یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ فی نفسہ کسی بیماری کے اندر اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ صحت مند انسان کو لگ لیتی ہے۔دوسری بات طیرہ یعنی بدشگونی کا عقیدہ رکھنا، تیسری بات ھامہ ہے یعنی عرب کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اگر مقتول کے خون کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی کھوپڑی سے ایک الو نکل کر چیختا رہتا ہے اور جب اس کے خون کا بدلہ لے لیا جاتا ہے تو مقتول کی روح کو تسکین مل جاتی ہے اور تب الو خاموش ہوجاتا ہے،اور چوتھی اور آخری بات صفر ہے جس کا سب سے پہلا معنی یہ ہے کہ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا اور دوسرا معنی یہ ہے کہ عرب کے لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ بھوک پیٹ میں موجود ایک کیڑے کی وجہ سے لگتی ہے اور اسی کیڑے کو صفر کہتے تھے۔

میرے دوستو! جیسا کہ آپ نے سنا کہ اسلام میں بدشگونی ونحوست کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دن ومہینہ اور وقت منحوس ہوتا ہے اور نہ ہی صفر کا مہینہ منحوس ہے بلکہ صفر تو ایک ایسا مہینہ ہے جو خیر وخوبی والا مہینہ ہے یہی وجہ ہے کہ اس مہینے

کو صفر المظفر یعنی کہ کامیابی کا مہینہ کہا گیا ہے۔بڑے بیو قوف ہیں وہ لوگ جو محرم وصفر کے مہینے کو منحوس سمجھ کر شادی وبیاہ نہیں کرتے ہیں ، محرم کا مہینہ تو وہ مہینہ ہے جسے آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اللہ کا مہینہ قرار دیا ہے ۔(مسلم:1163) اور صفر کا مہینہ تووہ مہینہ ہے جس کے اندر حبیب کائنات ﷺ نے خود اپنا نکاح کیا بھی اور اپنی بیٹی کا نکاح بھی صفر کے مہینے میں ہی کرایا تھا جیساکہ سیرت کی کتابوں میں یہ بات مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے صفر کے مہینے میں ہی سن 7 ھجری میں سیدہ صفیہؓ سے نکاح کیا تھااور اپنی لخت جگر ونور نظر سیدہ فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح بھی اسی صفر کے مہینے میں سن 2 ھ میں کیا تھا۔ سبحان اللہ ۔کتنا بابرکت جوڑا ہے اور کیسی الفت ومحبت تھی ان دونوں میاں بیوی میں اور کتنے پیارے پیارے دو دو ننھے منھے پھول بھی اللہ نے ان کو عطا کیا تھا مگر لوگ کہتے ہیں کہ صفر کے مہینے میں نکاح نہیں کرنا چاہیے ، میاں بیوی میں محبت نہیں رہے گی ،طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ یہ منحوس مہینہ ہے،ذرا آپ یہ سوچیے کہ جولوگ ربیع الاول کے مہینے میں شادی بیاہ کرتے ہیں کیاان کے درمیان طلاق وخلع نہیں ہوتے ہیں؟جولوگ فال دیکھ کراور اچھا مہورت دیکھ کر شادی بیاہ کرتے ہیں کیاان کے درمیان میں طلاق وخلع اور دیگر حادثات وواقعات نہیں ہوتے ہیں؟ہوتے ہیں ضرور ہوتے ہیں ! پھر آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کتنی جھوٹی اور من گھڑت بات ہے،بلکہ میں تو کہوں گا کہ ایسے لوگوں کے درمیان تو لڑائی جھگڑے اور فتنے فساد،طلاق وخلع کچھ زیادہ ہوتے ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر فال ومہورت وغیرہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے شادی بیاہ کو انجام دیتے ہیں۔

میرے دوستو ! صفر کا مہینہ تو وہ مہینہ ہے جس سے اسلام ومسلمانوں کی شوکت وطاقت بحال ہوئی وہ اس طرح سے کہ صفر کے مہینے میں آپ ﷺ کو مدینے کے طرف ہجرت کرنے کا حکم ملا تھا،یہ صفر کا مہینہ ہی وہ مہینہ ہے جس میں خیبر فتح ہوا تھا اور آپ ﷺ نے یہودیوں کو مدینہ اور عرب سے جلاوطن کردیا تھا،یہ صفر کا مہینہ ہی وہ مہینہ ہے جس میں ایران فتح ہوا تھا جس کی وجہ سے ساری دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوا۔ سبحان اللہ ۔ صرف یہی نہیں بلکہ مشہور ومعروف سپہ سالار سیدنا خالد بن ولیدؓ جن کے نام سے ہی دشمن تھر تھر کانپنے لگ جاتے تھے ،یہی وہ خالد بن ولید ہیں جن کے ہاتھوں سے جنگ موتہ میں نونو تلواریں ٹوٹی تھیں ،یہی وہ خالد بن ولید ہیں جنھوں نے مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب کے فتنے کو کچل ڈالا تھا،یہی وہ خالد بن ولید ہیں جنھوں نے ایران وشام میں اسلام کا بول بالا کیا تھا،دیکھا اور سنا آپ نے کہ یہ صفر کا مہینہ کتنا خیر وخوبی والا مہینہ ہے ، پھر بھی لوگ کہتے ہیں کہ یہ صفر کا مہینہ منحوس مہینہ ہے۔العیاذ باللہ۔۔اللہ ہم سب کو اس طرح کے باطل عقائد ونظریات سے محفوظ رکھے۔آمین۔

برادران اسلام !

اب میں آپ لوگوں کے سامنے میں سماج ومعاشرے میں پھیلی ہوئے بدشگونیوں کو بیان کردینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ ہر مسلمان اس طرح کی خرافات وتوہمات سے اپنے آپ کو بچاکر اپنے دین وایمان کی حفاظت کرے، مندرجہ ذیل میں جو بھی

باتیں بیان کی جارہی ہیں اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ سب کے سب خودساختہ و من گھڑت باتیں اور توہم پرستی کی شکلیں ہیں جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ بری ہیں:

1۔ماہ صفر کے تیرہ دنوں کو بہت ہی زیادہ منحوس سمجھنا اسی لیے ان دنوں کا نام تیرہ تیزہ رکھا گیا۔

2۔ماہ صفر کے پہلے 13 دنوں تک ہر دن ابلے ہوئے چنے کو تقسیم کرنا اور یہ سمجھنا کہ ساری آفتیں اور بلائیں اس میں داخل ہو کر دوسروں پر منتقل ہو جاتی ہیں۔

3۔ماہ صفر کے ابتدائی تیرہ دنوں تک روزانہ اپنے سرہانے انڈے رکھ کر سونا اور پھر صبح اس کو کسی غریب کو دے دینا۔

4۔صفر کے مہینے میں ساس اور (نئ نویلی دلہن) بہو ایک ساتھ ایک گھر میں نہیں رہنا۔

5۔ماہ محرم اور صفر میں شادی نہیں کرنا۔

6۔ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو ہریالی روندنا کہ ایسا کرنا سنت اور برکت ہے۔

7۔ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو بابرکت سمجھنا۔

8۔محرم کے مہینے میں نئ نویلی دولہن کو میکے بھیج دینا۔

9۔مغرب کے بعد ناخن نہیں کاٹنا۔

10۔گھر میں ناخن کاٹ کر پھینکنے سے نحوست آتی ہے۔

11۔گھر میں مکڑی کے جالے سے نحوست آتی ہے۔

12۔گھر سے مہمان کے جانے بعد گھر میں جھاڑو نہیں لگانا ورنہ برکت چلی جائے گی۔

13۔گھر میں شام میں جھاڑو نہیں لگانا۔

14۔دوسرے کی کنگھی لے کر کنگھی نہیں کرنا ورنہ دونوں میں جھگڑا ہو جائے گا۔

15۔جس انسان کی کالی زبان ہو اس کی بات لگ جاتی ہے۔

16۔ٹوٹا ہوا آئینہ دیکھنے سے مصیبت آتی ہے۔

17۔گھر کے سامنے دہلیز کے اوپر آئینہ لٹکانے سے بلا ٹل جاتی ہے اور بری نظر سے حفاظت ہوتی ہے۔

18۔رات میں آئینہ نہیں دیکھنا ورنہ کچھ بلا آ جائے گی۔

19۔دہلیز کے سامنے نہیں سونا۔

20۔چپل کو الٹا نہیں رکھنا کیونکہ الٹا چپل شیطان کی سواری ہے۔

21۔جائے نماز کو تھوڑا ضرور موڑ دینا چاہیئے ورنہ شیطان نماز پڑھنے لگتا ہے۔

22۔فیروزی رنگ کے انگوٹھی کو پہننے سے رزق وغیرہ میں برکت ہوتی ہے۔

23۔انگوٹھی میں نگینے کے نیچے اس نیت سے سوراخ کر دینا کہ پتھروں سے برکت آئے گی۔

24۔ صبح کی پہلی صورت دیکھنے کو اچھا یا برا سمجھنا۔

25۔جس کی بیوی حمل سے ہو وہ اگر جنازے کو کندھا دے گا تو کچھ نہ کچھ نقصان ہو جائے گا۔

26۔ بائیں آنکھ پھڑکنے سے مصیبتیں آتی ہیں۔

27۔دائیں ہاتھ میں اگر کھجلی ہو تو مطلب دولت آنے والی ہے۔

28۔ بینگن کو آدھا کاٹنے سے بچے ڈیرے وکانا پیدا ہوں گے۔

29۔ایسی جگہ جہاں آپس میں تین راستے ملتے ہوں وہاں نمک رکھنے سے نقصان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

30۔ گھر میں نئ نویلی دولہن کے آنے کے بعد کوئی مر جائے تو دولہن کو منحوس سمجھنا۔

31۔بہو سے اگر پہلی بیٹی پیدا ہو تو بہو کو منحوس سمجھنا۔

32۔اس عورت کو منحوس سمجھنا جس کے تین یا چار بچے فوت ہو گئے ہوں۔

33۔نوجوان بیوہ عورت کو منحوس سمجھنا۔

34۔ قبرستان سے لوٹنے کے بعد اپنے گھر میں ہاتھ پاؤں وغیرہ دھو کر داخل ہونا۔

35۔ گھر میں جھاڑو کو سیدھا کھڑا نہیں رکھنا۔

36۔ منگل کے دن کو منحوس سمجھنا۔

37۔سفر میں نکلنے سے پہلے گاڑیوں کے ٹائر کے نیچے لیموں شریف رکھنا۔

38۔ نئ گاڑی، نئ دوکان اور اپنے گھر کی دہلیز کے اوپر لیموں اور مرچی لٹکانا۔

39۔ گھر کے چاروں کونوں میں ہرے کپڑے میں ناریل لپیٹ کر لٹکا دینا۔

40۔اپنی بیٹی کا نام فاطمہ نہیں رکھنا اگر رکھے تو جتنی تکلیفیں سیدہ فاطمہؓ نے جھیلی ہیں یہ بچی بھی جھیلے گی اسی طرح سے بہت سارے لوگ ایسا تصور بلال نام کے ساتھ بھی رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر بچے کا نام بلال رکھا جائے گا تو بچہ بہت تکلیف اٹھائے گا۔نعوذ باللہ۔

41۔ نظر بد سے بچنے کے لیے ہاتھ اور پاؤں میں کالا دھاگا باندھنا۔

42۔ سڑکوں کے ٹھیک آمنے اور سامنے گھر نہیں بنانا۔

43۔ بچہ اور بچی کا نام والدین کے نام، دن وتاریخ اور وقت کو پوچھ کر اور پھر ملا کر رکھنا۔

44۔شادی کی تاریخ فال دیکھ کر متعین کرنا۔

45۔کچھ نمبروں اور عددوں کو منحوس سمجھنا۔

46۔ کوا پکارنے سے مہمان آنے کی بشارت سمجھنا۔

47۔ بلی اور کتا کے آواز کرنے کو منحوس سمجھنا کہ کچھ آفت و بلا آنے والی ہے۔

48۔ بلی سامنے سے گذرنے کو منحوس سمجھنا۔

49۔ گھر پر الو بیٹھنے کو منحوس سمجھنا۔

50۔ اگر الو پکارا تو صبح تک کچھ نہ کچھ بری خبر ملے گی

51۔ گھر کے سامنے لیٹرینگ اور باتھ روم رکھنا۔

52۔ گھروں کے دروازوں، کھڑکیوں اور باورچی خانوں کو واستو (فال) کے حساب سے رکھنا۔

53۔ کھانے کے بعد پلیٹ میں ہاتھ دھونے سے برکت چلی جاتی ہے۔

54۔ کرسی وغیرہ پر بیٹھ کر پاؤں نیچے لٹکا کر حرکت دینے سے نحوست آتی ہے۔

55۔ صبح سویرے سب سے پہلے گراہک کو سودا ادھار نہیں دینا۔

56۔ بیوپار اور دوکان میں ہاتھ باندھ کر نہیں کھڑا ہونا۔

57۔ بیوی مر گئی تو شوہر اپنی بیوی کا چہرہ نہیں دیکھنا اور جنازے کو کندھا بھی نہیں دینا۔

58۔ آذان کے وقت جھاڑو نہیں دینا۔

59۔ آذان کے وقت عورتیں اپنے سروں پر پلو ڈال لینا ورنہ وہ عورت شیطان کی بیوی ہوگی۔

60۔ ستاروں سے فال لینا۔

61۔ اماوس کی رات کو گھر سے باہر نہیں نکلنا۔

62۔ سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت میں حمل والی عورتیں گھر سے باہر نہیں نکلنا۔

63۔ اگر بتی کو ہاتھ سے بجھانا اگر منہ سے بجھائے تو آفت و مصیبت آجائے گی۔

64۔ نظر بد سے بچنے کے لیے بچوں کو کالا ٹیکا لگانا۔

65۔ ایسی چیزیں جو آپس میں ملی ہوئی ہوں اس کو کھانے سے جڑواں بچے پیدا ہوتے ہیں۔

66۔ ہر ماہ میں کچھ دن عقرب کے دن ہوتے ہیں اور ان دنوں میں اچھا کام کرنے سے نقصان ہوگا۔

67۔ ٹوٹے ہوئے کنگھی سے کنگھی کرنے سے کچھ نقصان ہونے کا عقیدہ رکھنا۔

68۔ بچہ اگر بار بار بیمار پڑ رہا ہے تو اس کے نام کو منحوس سمجھ کر دوبارہ نیا نام رکھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس نام کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔

میرے دوستو! یہ تو بطور نمونہ میں نے کچھ غلط وفاسد اور خود ساختہ عقائد و نظریات کو بیان کیا ہے ورنہ اس طرح کے ہزاروں اور لاکھوں غلط تصورات و توہمات آج مسلم سماج میں پائی جارہی ہیں اسی لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب خود بھی اس طرح کے فاسد وغلط عقائد و نظریات سے بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچائیں۔

بدشگونی وبدفالی سے بچنے کے ذرائع واسباب

اب آیئے آخر میں ہم آپ کو یہ بتادیتے ہیں کہ بدشگونی وبدفالی سے ہم کیسے بچیں:

(1) کسی بھی چیز یا جگہ میں کوئی نحوست وبدشگونی نہیں ہوتی ہے:

میرے دوستو! سب سے پہلے آپ یہ جان لیں کہ کسی بھی چیز اور کسی بھی جگہ کے اندر کوئی نحوست وبدشگونی نہیں ہوتی ہے،جو بھی ہوتا ہے وہ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے آیئے اس بارے میں ایک پیاری سی حدیث سنتے ہیں ابو حسانؒ کہتے ہیں کہ اماں عائشہؓ سے ایک شخص نے کہا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ آپ ﷺ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "إِنَّمَا الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّابَّةِ وَالدَّارِ" عورت، گھر اور سواری میں نحوست ہوتی ہے،یہ سن کر سیدہ عائشہؓ بے انتہا غضبناک ہو گئیں اور فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ پر قرآن کو نازل کیا ہے آپ ﷺ نے ایسی کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی ہے بلکہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا "كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ" کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے۔(اور ایک روایت کے اندر اس بات کا ذکر ہے کہ اماں عائشہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ نے یہ کہا کہ "قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ" یہودیوں پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ) عورت، گھر اور سواری میں نحوست ہوتی ہے،پھر اماں عائشہؓ نے سورہ الحدید کی آیت نمبر 22 تلاوت کی کہ " مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ" نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے،یہ کام اللہ تعالی پر بہت ہی آسان ہے۔ (احمد:26088،الصحیحۃ:1898،993 صحیح الجامع للألبانی:4452)

(2) اللہ پر بھروسہ رکھنا:

اگر آپ ہر طرح کی بدفالی وبدشگونی سے بچنا چاہتے ہیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیں اور یہ کامل یقین رکھیں کہ وہی ہوگا جو میرے رب کو منظور ہوگا، کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ:

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

اسی لئے یہ کامل یقین رکھیں کہ میرے رب کے حکم کے بغیر نہ تو مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع، اسی بات کی تعلیم دیتے ہوئے رب العالمین نے فرمایا کہ " وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ "اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی ایسا ہے ہی نہیں جو اس تکلیف کو دور کردے اور اگر اللہ تم کو کوئی خیر و بھلائی سے نوازنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کردے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔(یونس:107)اور اسی بات کی تعلیم دیتے ہوئے جناب محمد عربی ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگوں ایک بات یاد رکھنا !" وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ"اگر ساری دنیا بھی مل کرکے تمہیں کچھ فائدہ دینا چاہیں تو اتنا ہی فائدہ تمہیں پہنچا سکتے ہیں جتنا کہ اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے اور اسی طرح سے یہ بات بھی یاد رکھنا کہ اگر ساری دنیا مل کرکے بھی تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا کہ اللہ نے تمہارے تقدیر میں لکھ رکھا ہے۔(ترمذی:2516،صحیحہ الألبانی) پتہ یہ چلا کہ جو انسان جتنا زیادہ اللہ پر بھروسہ رکھے گا وہ انسان اتنا ہی زیادہ ہر طرح کی بدشگونی وبدفالی سے دور رہے گا کیونکہ یہ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے کہ اللہ پر بھروسہ ایک ایسی چیز ہے جو ہر طرح کی بدشگونی وبدفالی کو دور کردیتی ہے، فرمایا" أَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ "بدشگونی شرک ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو وہم ہو ہی جاتا ہے لیکن جب اللہ پر بھروسہ کیا جاتا ہے تو یہ چیز دور ہوجاتی ہے۔(الصحیحۃ:429،ابوداؤد:3910،ترمذی:1614،ابن ماجہ:3538)

(3) اللہ سے اچھا گمان رکھیں:

میرے دوستو! اگر آپ ہر طرح کی بدشگونی وبدفالی سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں تو پھر آپ ہر حال میں اپنے رب سے اچھا گمان رکھئے، آپ کی زندگی میں لاکھ پریشانیاں آجائے مگر آپ اپنے رب سے اچھا ہی گمان رکھیں کیونکہ ہمارے رب کا یہ کہنا ہے کہ جو انسان میرے بارے میں جیسا گمان رکھے گا میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ انجام دوں گا، اگر کوئی میرے ساتھ اچھا گمان رکھے گا تو میں اس کے ساتھ اچھا ہی کروں گا اور اگر کوئی انسان میرے بارے میں برا گمان رکھے گا تو اس کے ساتھ برا ہی ہوگا جیسا کہ حدیث قدسی ہے اللہ نے کہا کہ " أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي إِنْ ظَنَّ بِي خَيْرًا فَلَهُ وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ"میں اپنے بندوں کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق اس کے معاملات کو انجام دیتا ہوں وہ اس طرح سے کہ اگر وہ میرے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا ہی ہوتا ہے اور اگر وہ میرے بارے میں برا گمان رکھتا ہے تو اس کے ساتھ برا ہی ہوتا ہے۔(الصحیحہ:1664،احمد:9076)

(4) دعا کو لازم پکڑیں:

میرے دوستو! بدفالی وبدشگونی سے بچنے کا ایک راستہ دعا ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا " مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ "جو انسان کسی چیز سے بدفالی لے کر اپنی ضرورت پوری کرنے سے رک جائے تو اس نے شرک کیا، صحابۂ کرامؓ نے کہا کہ " فَمَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ "اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم یہ دعا پڑھو "أَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ "اے اللہ! تیری دی ہوئی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں ہے اور تیری فال کے سوا کوئی فال نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔(الصحیحۃ:1065)

(5) اگر اور مگر نہ کہیں:

میرے دوستو! ہم ہر طرح کے جائز وحلال طریقے کو اپناتے ہوئے اللہ پر بھروسہ رکھ کر اپنے تمام امور کو انجام دیں پھر بھی اگر خدانخواستہ ہماری زندگی میں کچھ نقصان ہو جائے تو آپ یہ نہ کہا کریں کہ اگر میں ایسا کرتا تو ویسا ہو جاتا، اگر میں یہ کام نہیں کرتا تو آج یہ دن دیکھنا نہیں پڑتا، جب سے میں یہ گھر میں آیا ہوں تب سے ہی میرے ساتھ ایسا ہو رہا ہے، اس طرح کے جتنے میں جملے ہیں ان سب سے آپ بچا کریں کیونکہ اس طرح کے جملوں سے ایک مسلمان کے ایمان کو خراب کرنے کا ایک حیلہ وبہانہ شیطان کو مل جاتا ہے جیسا کہ حبیب کائنات ﷺ نے فرمایا کہ " الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ " طاقت ور مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ پیارا ہے یہ الگ بات ہے کہ ہر ایک مومن میں خیر موجود ہے، "اِحْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجَزْ " جو چیز تجھے فائدہ دیتی ہو اس کے درپے رہو اور اللہ سے مدد مانگتے رہا کرو اور عاجز ہو کر نہ بیٹھ جایا کرو، "وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا " اور اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچ جائے تو یوں نہ کہا کرو کہ اگر میں ایسا کرتا تو یوں نہ ہوتا ، "وَلَكِنْ قُلْ " بلکہ یوں کہا کرو کہ " قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ " اللہ نے یہی مقدر میں لکھا تھا اور اللہ نے جو چاہا کیا کیونکہ "فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ" کیونکہ لفظ لَوْ یعنی اگر مگر سے شیطان کا کام شروع ہو جاتا ہے یعنی شیطان کو گمراہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔(مسلم:2664،ابن ماجہ:79)

(6) ایمان وعقیدے میں نقص وکمی پیدا کرنے والی جگہوں میں بود وباش اختیار کرنے سے بچیں:

میرے دوستو! اگر آپ اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہیں اور اگر اپنے اور اپنے اہل وعیال کے ایمان کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ ان تمام جگہوں میں جانے سے بچیں جہاں کے بارے میں لوگ کچھ غلط تصور پال رکھے ہوں کیونکہ ویسی جگہوں پر جب ایک انسان جاتا ہے اور جب وہاں پر زندگی گذر وبسر کرتے ہوئے خدانخواستہ کسی نقصان سے دوچار ہو جاتا ہے تو اپنے ایمان وعقیدے کو خراب کر لیتا ہے اور یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ یہاں پر آنے سے ہی میرے ساتھ ایسا ہو رہا ہے اسی لئے احتیاط کا تقاضا

یہ ہے کہ ایسی جگہوں پر جانے سے گریز کیا جائے،اسی بات کا تذکرہ کرتے ہوئے سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ "إِنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٌ فِيهَا عَدَدُنَا وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا " ہم پہلے ایک گھر میں تھے اس میں ہم بہت سے افراد تھے اور وہاں ہمارے پاس اموال بھی بہت زیادہ تھے، لیکن " فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى فَقَلَّ فِيهَا عَدَدُنَا وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا" جب ہم ایک دوسرے گھر میں منتقل ہوئے تو ہمارے اولاد بھی کم ہو گئے اور اموال میں بھی کمی آگئی ہے، تو جب انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے میں اس طرح کا اپنا گمان ظاہر کیا تو آپ ﷺ نے بطور احتیاط ان کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کرتے ہوئے یہ حکم دیا کہ "ذَرُوهَا ذَمِيمَةً "اس گھر کو چھوڑ دو وہ ایک برا گھر ہے۔(ابوداؤد:3924،الصحیحۃ:790)

(7) گھر و مکان نہیں بلکہ پہلے اپنے آپ کو بدلو:

میرے دوستو! کتنے افسوس کی بات ہے کہ انسان اپنے آپ کے لئے ہر طرح کے نفع کو حاصل کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو ہر طرح کے نقصان سے بچانے کے لئے طرح طرح کی چیزوں سے بدشگونی لیتا ہے، کبھی کسی گھر سے بدشگونی لے کر اس گھر سے نکل جاتا ہے، کبھی اپنے گاڑی سے بدشگونی لے کر گاڑی بدل لیتا ہے، کبھی اپنے گھر کے دروازوں اور کھڑکیوں کے جگہ کو بدل لیتا ہے تو کبھی اپنا کاروبار یا پھر اپنے کاروبار کی جگہ کو بدل لیتا ہے، یہ سب کچھ کرتا ہے اور دربدر کی ٹھوکریں کھا کر کبھی یہ کرتا ہے، کبھی وہ کرتا ہے مگر ہائے افسوس انسان اپنے آپ کو کبھی نہیں بدلتا ہے، سن لیجئے اور یاد رکھ لیجئے کہ نحوست وبدشگونی فلاں فلاں جگہ یا وقت یا پھر مہینے میں نہیں ہوتی ہے بلکہ خود انسان کے اندر اس کے اعمال و کردار میں ہوتی ہے،انسان خود منحوس ہوتا ہے اور جگہ بدلتا رہتا ہے بھلا اسے چین وسکون کیسے ملے گا،رب کا اعلان ذرسن لیجئے" مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ "کہ تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کے طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔(النساء:79)ایک دوسری جگہ اللہ نے فرمایا کہ " وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ"تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرمادیتا ہے۔(الشوری:30)دیکھا اور سنا آپ نے کہ مصیبت آنے کی اصل وجہ انسان کے اپنے کرتوت ہیں نہ کہ فلاں جگہ یا پھر فلاں وقت یا پھر فلاں مہینہ تو پھر پتہ یہ چلا کہ اگر کوئی انسان ہر طرح کی مصیبت وہر طرح کے نقصان سے بچنا چاہتا ہے تو وہ اپنے اعمال و کردار کی اصلاح کرلے۔

میرے دوستو! بہت سارے لوگ یہ شکایت کرتے اور کہتے نظر آتے رہتے ہیں کہ وہ جب سے گھر میں آئے ہیں تب سے ہی ان کے ساتھ ایسا اور ایسا ہورہا ہے،یہ گھر اچھا نہیں ہے،اس گھر میں جن وشیاطین کا بسیرا ہے وغیرہ وغیرہ،یہ سب باتیں تو لوگ بڑے زور وشور سے کہتے نظر آتے ہیں مگر کوئی یہ نہیں کہتا ہے اور نہیں سوچتا ہے کہ اس گھر میں ہی ایسا کیوں ہورہا

ہے؟آخراس گھر کے مکین کیسے ہیں جو اس گھر میں ایسا ہو رہا ہے؟ کیونکہ گھر میں تو کوئی خرابی نہیں ہے اگر خرابی و نحوست ہے تو صرف اور صرف ایک انسان کے اندر اور اس کے اعمال و کردار میں ہے! اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ کیسے تو دیکھئے ہمارے اور آپ کے آقا ﷺ نے یہ بیان فرمایا دیا ہے "لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ" کہ تم اپنے اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بیشک کہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہو، اور ایک دوسری روایت کے اندر یہ الفاظ ہیں "لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ" ایسے گھر میں شیطان داخل بھی نہیں ہو سکتا ہے۔(مسلم:780،احمد:8915)اسی طرح سے یہ بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرض نماز باجماعت ادا کرکے اپنے نفل نماز کا کچھ نہ کچھ حصہ اپنے گھر کے لئے ضرور بچالیا کرو اور پھر اپنے گھر میں جاکر نفل نمازیں ادا کیا کرو جیسا کہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا" اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلاَتِكُمْ وَلاَ تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا" کہ تم اپنے اپنے گھروں میں نمازیں کچھ نہ کچھ ضرور ادا کیا کرو اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔(بخاری:432،مسلم:777) حدیث کے سننے کے بعد ذرا غور کیجئے کہ جو انسان اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت نہیں کرے گا اور نہ ہی اپنے گھر میں نمازیں ادا کرے گا تو کیا اس کے گھر میں شیطان کا بسیرا نہیں ہوگا! کیا ایسا گھرانہ منحوس نہیں ہے جس گھرانے کے لوگ نہ تو نماز پڑھتے ہوں اور نہ ہی قرآن، تو منحوس وبدشگونی کس میں ہے گھر میں یا گھرانے والوں میں؟ جواب واضح ہے کہ گھر میں یا جگہ میں نحوست نہیں ہوتی ہے اگر نحوست ہوتی ہے تو وہ ایک انسان کے اعمال و کردار کی وجہ سے ہوتی ہے۔

برادران اسلام!

سماج ومعاشرے میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ لوگ اپنے اعمال و کردار کو نہیں دیکھتے اور اپنے نقصان کا الزام دوسروں کے سر تھوپتے رہتے ہیں اور یہ کہتے رہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہی آج میرے ساتھ ایسا اور ایسا ہوا ہے، یاد رکھ لیجئے ہر طرح کے نقصان کا ذمے دار خود انسان ہے نہ کہ دوسرے لوگ، خود انسان منحوس ہوتا ہے اور دوسروں کو منحوس سمجھتا رہتا ہے، اب دیکھئے کہ شریعت نے ایسے انسان کو منحوس قرار دیا ہے جو فجر کی نماز نہیں پڑھتا ہے اور لوگ کیا عقیدہ رکھتے ہیں کہ فلاں کی شکل صورت اور چہرہ صبح سویرے دیکھنے کی وجہ سے ہی میرے ساتھ ایسا ہوا ہے، کیسی بیوقوفی اور نادانی ہے کہ خود فجر کی نماز نہ پڑھ کرکے منحوس ہے اور ایسا انسان دوسروں کو منحوس سمجھ رہا ہے، آیئے اس بارے میں ایک حدیث کو سنتے ہیں، حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلاَثَ عُقَدٍ إِذَا نَامَ" کہ جب تم میں سے کوئی انسان سویا ہوا ہوتا ہے تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے یعنی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے، اور پھر "بِكُلِّ عُقْدَةٍ يَضْرِبُ عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيلًا" ہر گرہ پر یہ افسون منتر پڑھ کر تھپکی دیتا اور لوری سناتا رہتا ہے کہ ابھی رات بہت لمبی ہے تو سوجا، لیکن اگر کوئی انسان "فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ" بیدار ہو جاتا ہے اور اللہ کا ذکر شروع کر دیتا ہے تو ایک

گرہ کھل جاتی ہے، پھر " وَإِذَا تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَنْهُ عُقْدَتَانِ" اگر وہ انسان اٹھ کرکے وضو کرلیتا ہے تو اس کی دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر "فَإِذَا صَلَّى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ" وہ نماز فجر پڑھ لیتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر ایسے انسان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ " فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ " ایساانسان صبح کو ہشاش بشاش اور خوش مزاج ہوتا ہے اسی کے بر عکس اگر کوئی انسان فجر کی نماز نہیں پڑھتا ہے تو پھر ایسے انسان کے بارے میں آپ ﷺ نے کہا کہ "وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ" ایساانسان بدمزاج اور گندے دل اور سستی وکاہلی کے ساتھ دن گذارتا ہے۔ (مسلم:776،بخاری:3269) صرف یہی نہیں بلکہ جو انسان سورج طلوع ہونے تک نیند کی آغوش میں رہتا ہے اور فجر کی نماز نہیں پڑھتا ہے تو ایسے لوگوں کے کان میں شیطان پیشاب بھی کردیتا ہے جیساکہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے میں ایک ایسے آدمی کاتذکرہ کیا گیا جو نماز کو چھوڑ کر صبح سورج نکلنے تک سوتا رہتا ہے تو آپ ﷺ نے یہ فرمایاکہ " ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ" یہ ایساآدمی ہے جس کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کردیا ہے۔ (بخاری:3270) دیکھااور سناآپ نے کہ اصل منحوس تو وہ انسان ہے جو گھر میں نہ تو نفل نماز پڑھتا ہےاور نہ ہی فرض نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی قرآن کی تلاوت کرتا ہے،اب آپ لوگ ہی فیصلہ کرلیں کہ نحوست وبدشگونی کس میں ہے؟ گھر میں یا پھر انسان میں؟ کاش انسان اس کو سمجھ کر اپنے اعمال وکردار کو بدل لیں!! سچ کہا تھاعلامہ اقبالؒ نے کہ:

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

اب آخر میں رب العزت سے دعا ہے کہ اے اللہ تو ہم سب کو اس طرح کے کفروشرک والے عقائد ونظریات سے محفوظ رکھ۔ آمین۔ ثم آمین یارب العالمین

کتبہ
ابو معاویہ شارب بن شاکر السّلفی
امام وخطیب مرکز مسجد اہل حدیث، فتح دروازہ۔آدونی
ناظم جامعہ ام القری للبنین والبنات۔آدونی۔ضلع کرنول۔آندھراپردیش
9885294745
Sharibsalafi9885@gmail.com